مکتوبات امام ربانیؒ کا تاریخی و تحقیقی جائزہ

A historical analysis of letters of Imam Rabbani

ڈاکٹر محمد زبیر

چیئرمین وایسوسی ایٹ پروفیسر شعبہ تاریخ اسلام، جامعہ کراچی

ڈاکٹر عدنان ملک

صدر شعبہ تاریخ اسلام، گورنمنٹ کالج یونیورسٹی، حیدر آباد

ABSTRACT

Hazrat Muajid Alaf Sani was a revolutionary personality of the eleventh century, whose movement left indelible mark on the following centuries by successfully altering the course of history. The time when he started propagating the true message of Islam, the propagation of 'Deen-e-ilahi' was in full swing. The diabolical aim behind the propagation of this pseudo-religion was to amalgamate all the dominant religions of the time particularly Islam and Hinduism in such a way that both of them lose their individuality and distinctness. As a result, all the nations may gather under the banner of the so called religion. To this end, many a principle of Islam were abrogated and the customs, values, and principles of the Muslims living in the subcontinent were changed altogether. However, it was Mujadid Alaf Sain who girded up his loin and dealt with all these challenges through a comprehensive strategy and came out with flying colors in the face of all the stumbling blocks in his way. He wrote a many letters to make the society according to the teaching of Islam. These letters played a vital role in this regard. This paper deals critical and historical analysis of Mujadid Alf Thani, letters.

Key words: Mujadid Alf Thani, Letters of Imam Rabbane, their impacts, historical analysis.

برصغیر پاک وہند میں جن کتب کو ان کے اسرار و معارف کے سبب قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھا گیا ان میں مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانیؒ سرفہرست ہیں۔ ان مکتوبات کی پذیرائی کا یہ عالم ہے کہ ان کی نقول شیخ احمد سرہندی کی حیات ہی میں مختلف علاقوں میں پھیل گئی تھیں اور آج بھی ان کی مقبولیت میں کسی قسم کی کمی نہیں آئی۔ ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء۔ یہ تمام مکاتیب جملہ امور و مسائل دینی و دنیاوی پر بحث کرتے ہیں۔

امام ربانی کے مکتوبات میں زیادہ تعداد ایسے مکاتیب کی ہے جو مسائل شریعت و طریقت اور حقیقت و معرفت پر مشتمل ہیں اور بعض میں خام صوفیاء کی غلط روش اور ان کے ناپسندیدہ افعال پر تنقید کی گئی اور جن علماء سوء کی دنیا طلبی کی وجہ سے اسلام کو نقصان پہنچ رہا تھا، اس پر افسوس کا اظہار کیا گیا ہے۔ اکبر بادشاہ اور اس کے امراء کے کفریہ عقائد کی وجہ سے اسلام پر جو مصیبتیں نازل ہو رہی تھیں ان کے دفاع کے لیے امراء، علماء اور صوفیہ کو ان کی ذمہ داری کا احساس دلایا گیا ہے۔ غیر مسلموں کے لیے میل جول کی وجہ سے مسلمانوں میں مختلف رسومات قبیحہ رائج ہو گئی تھیں، ان سے اجتناب اور بدعت کو محو کر کے سنت نبوی ﷺ کے احیاء کی ترغیب دلائی گئی ہے۔ فرق باطلہ کے برے عقائد، ملحدانہ افکار اور ناپاک عزائم کے استیصال کی کوشش کی گئی ہے۔ غرض کہ ان مکاتیب میں سینکڑوں مسائل شرعیہ پر روشنی ڈالی گئی ہے اور ہر مکتوب کا لب لباب یہی ہے کہ اسلام کو زندگی کے ہر شعبہ پر مکمل طور پر نافذ کیا جائے۔ زیر نظر مقالہ میں ان مکتوبات کا تاریخی و تحقیقی جائزہ پیش کیا گیا ہے۔

دعوت و تبلیغ کے لیے ایک مؤثر ذریعہ مکتوب نگاری کا بھی رہا ہے۔ انبیاء کرام علیہم السلام نے بھی بنی نوع انسان کی اصلاح کے لیے دیگر ذرائع کے ساتھ اس ذریعہ کو بھی استعمال کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں حضرت سلیمانؑ کے اس مکتوب کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے جس میں حضرت سلیمان نے ملکہ بلقیس کو اسلام کی دعوت دی تھی۔

ترجمہ: میرا یہ خط لے جا اور ان کی طرف ڈال دے، پھر ان کے پاس سے ہٹ آ۔ پھر دیکھ وہ کیا جواب دیتی ہے۔ کہنے لگی (ملکہ بلقیس) اے دربار والو! میرے پاس ایک خط عزت کا ڈالا گیا ہے۔ بے شک وہ خط سلیمانؑ کی طرف سے ہے اور وہ یہ ہے کہ اللہ کے نام سے شروع جو بے حد مہربان اور نہایت رحم والا ہے۔ میرے مقابلے میں زور نہ کرو اور میرے سامنے مسلمان بن کر آؤ۔[1]

حضرت خاتم الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی دعوت اسلام کے لیے خط و کتابت کے سلسلے کو اختیار کیا اور حکمرانوں اور امراء کے نام خطوط ارسال کیے، حدیث، سیرت اور تاریخ کی کتابوں میں تین سو کے قریب مکتوبات نبویﷺ کا ذکر ملتا ہے۔ ان مکتوبات نبویﷺ میں جو خطوط اب تک اصل حالت میں موجود ہیں وہ حبشہ کے بادشاہ نجاشی، روم کے بادشاہ ہرقل، مصر کا سلطان مقوقس، بحرین کے حکمران منذر بن ساوی، فارس کے بادشاہ کسریٰ اور عمان کے بادشاہ عبد و جیفر کے نام ہیں۔ حضور خاتم النبیین سید المرسلینﷺ کے بعد خلفائے کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے بھی اپنے مکتوبات کے ذریعے اسلام کی ترویج واشاعت کے لیے عمال وافسروں کو مذہبی احکام اور مسائل لکھ کر بھیجا کرتے تھے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ دارالخلافہ مدینہ منورہ میں مقیم رہتے ہوئے فوج کی نقل و حرکت کی نگرانی اور اس کے لیے احکامات وہدایات جاری رکھنے کے لیے خط و کتابت کے سلسلے کو اختیار کیا ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے دورِ خلافت میں خط و کتابت کے سلسلے کو مزید منظم انداز میں ترتیب دیا۔ حضرت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بعد ان روایات کے امین خانقاہوں سے وابستہ مشائخ عظام بنے اور اپنے مکتوبات کے ذریعے اسلام کی تبلیغ واشاعت کا فریضہ سرانجام دیتے رہے جن میں حضرت جنید بغدادیؒ، حضرت امام غزالیؒ، حضرت شیخ شرف الدین احمد یحییٰ منیری، حضرت مجدد الف ثانیؒ، حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندیؒ، حضرت خواجہ محمد سعیدؒ، حضرت خواجہ عبدالاحدؒ، حضرت خواجہ سیف الدینؒ، حضرت خواجہ محمد نقشبندؒ، حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ، حضرت شاہ ولی اللہؒ، حضرت مرزا مظہر جان جاناںؒ، حضرت مولانا حاجی دوست محمد قندہاریؒ، حضرت مولانا محمد عثمانی دومانیؒ، حضرت خواجہ سراج الدینؒ، حضرت سید زوار حسین شاہ صاحبؒ اور ڈاکٹر غلام مصطفی خان صاحبؒ کے مکتوبات

شریف مشہور و معروف ہیں۔ اس کے علاوہ بھی بے شمار اہل اللہ کے مکتوبات کے مجموعے موجود ہیں مگر بعض انفرادی خوبیوں کی وجہ سے جو مقام مکتوبات امام ربانی حضرت مجدد الف ثانیؒ کو حاصل ہوا اس کا عشر عشیر بھی سوائے چند ایک کے دیگر مکتوبات کو حاصل نہ ہوا۔

تعارف

مجدد الف ثانیؒ کا پورا نام شیخ احمد سرہندی الفاروقی تھا۔ آپ نے سولہویں صدی عیسوی میں برصغیر معاشرے کے افراد کی تعمیر و تشکیل کے لیے اپنی ساری زندگی کو وقف کر دیا۔ آپ کی پیدائش 14 شوال المکرم 971ھ بمطابق 5 جون 1564ء کو جمعہ کی شب میں پیدا ہوئے۔[2] آپ کا لقب بدرالدین اور کنیت ابوالبرکات تھی۔[3] آپ کے والد شیخ عبدالواحد ایک مشہور عالم فاضل تھے۔ آپ نے ابتدائی تعلیم کے سفر کا آغاز حفظ قرآن کریم سے کیا اور جلد ہی قرآن کریم حفظ کرنے کی سعادت حاصل کر لی۔[4] ابتدائی کتب اپنے والد ماجد سے پڑھیں اور دیگر علوم اسلامیہ کو اس وقت کے علماء کبار سے حاصل کیا۔ اس زمانے میں رائج علوم مثلاً منطق و فلسفہ، علم الکلام اور اصول فقہ اس وقت کے بہترین عالم حضرت مولانا کمال شاہ کیتھلی[5] سے حاصل کیے۔ حدیث کی بعض کتب شیخ شہاب الدین احمد بن حجر کے شاگرد یعقوب کشمیری[6] سے پڑھیں۔ آپ نے 17 برس کی عمر میں اپنی تعلیم مکمل کی اور درس و تدریس میں مشغول ہو گئے، جہاں بے حساب طلباء علوم نبوت نے آپ سے استفادہ کیا۔[7] آپ نے کم عمری میں ہی اپنے علم میں اتنا رسوخ حاصل کر لیا تھا کہ آپ نے اہم درسی کتب پر حاشیے بھی لکھے۔[8] آپ نے درس و تدریس کے ساتھ ساتھ تصوف کے مراحل بھی تیزی سے طے کیے۔ اپنے والد سے ہی چشتیہ اور قادریہ دونوں نسبتیں حاصل کیں اور پھر خواجہ باقی باللہ سے سلسلہ نقشبندیہ میں فیض حاصل کیا۔ آپ نے سولہویں صدی عیسوی میں برصغیر معاشرے اسلام کی تعلیمات کو فروغ دیا۔ آپ نے اپنے مکتوبات کے ذریعے قران و سنت کی تعبیر و ترویج کے ساتھ وجدان و روحانیت، شریعت و طریقت اور نظام حکومت وغیرہ کے مختلف پہلوؤں پر چشم کشا بحث کی۔ فی الحقیقت یہ مکتوبات دانش و حکمت اور اسلامی فکر و فلسفہ کا خزینہ ہیں۔ زیر نظر مقالہ میں ان مکتوبات کی تعداد اور ترتیب و تدوین کا تاریخی و تحقیقی جائزہ پیش کیا گیا ہے۔

مکتوبات کی تعداد اور ترتیب وتدوین کی کیفیت

پہلا دفتر "درالمعرفت" کے تاریخی نام سے موسوم ہے، اس میں 313 مکتوبات ہیں۔اس دفتر کو خواجہ یار محمد جدید بدخشی طالقانی رحمۃاللہ علیہ [9] مرید حضرت مجددالف ثانیؒ نے 1025ھ میں جمع کیا۔ مکتوب 113 میں حضرت شیخ مجدد کا ارشاد نقل ہے کہ اس دفتر کو اسی مکتوب پر ختم کردیں اور 313 کے عدد کی رعایت کریں، کیونکہ پیغمبران مرسل، صحابہ اہل بدر کی تعداد کے مطابق ہے اور دفتر دوم کے دیباچے میں تحریر ہے۔

"چوں جلد اول مکتوبات بہ عدد سہ صد و سیزدہ 313 مکتوب رسید حضرت ایشاں سلمہ اللہ تعالیٰ فرمودند کہ برہمیں عدد ختم کہ موافق عدد پیغمبران مرسل است صلوات اللہ تعالیٰ علی نبینا و علیھم۔ونیز موافق عدد اہل بدر راست رضوان اللہ تعالیٰ علیھم اجمعین تبرکا و تیمنا برآں عدد ختم نمودہ آمد۔"

مکتوب 313 میں جو خواجہ محمد ہاشم کشمی رحمہ اللہ کے نام ہے۔اس میں لکھا ہے کہ صاحبزادہ محمد صادق علیہ الرحمۃ (متوفی 1025ھ فرزند اکبر حضرت مجدد قدس سرہ) کے وہ تین عریضے، جو انہوں نے حضرت مجددالف ثانیؒ کی خدمت عالیہ میں لکھے تھے، وہ بھی شامل کردیئے جائیں تاکہ ان عرائض کے پڑھنے والے صاحب زادہ محمد صادق کے حق میں دعائے خیر کریں۔حضرت کے ارشاد گرامی کے مطابق دفتر اول کے آخر میں یہ تین عریضے بھی شامل کردیے گئے۔

دوسرا دفتر جس کا تاریخی نام "نورالخلائق" ہے۔اس میں اسماء حسنیٰ کے مطابق کل 99 مکتوبات ہیں۔اس دفتر کے جامع خواجہ عبدالحئی ابن خواجہ چاکر حصاری رحمہااللہ ہیں۔جناب مرتب دیباچہ دفتر دوم میں لکھتے ہیں کہ اس دفتر کی تدوین کا کام میں نے حضرت خواجہ محمد معصوم (متوفی 1079ھ) کے حکم سے کیا ہے۔۔دفتر سوم کے دیباچے میں لکھا ہے۔

"چوں آں جلد بہ نود ونہ (99) مکتوب رسید کہ مطابق اسماء حسنی است برہماں ختم شد درسالے (سال) کہ تاریخ آں از "نور الخلائق" ہویدا است"

تیسرا دفتر "معرفت الحقائق" کے نام سے موسوم ہے۔اس کے جامع خواجہ محمد ہاشم کشمی برہان پوری رحمہ اللہ مرید حضرت امام ربانی قدس سرہ ہیں۔انہوں نے اس دفتر کو حضرت امام ربانیؒ کی خدمت میں رہ کر مدون کیا۔اس کے دیباچے میں لکھا ہے کہ مطابق عدد سور قرآن 114 مکتوبات ہیں۔مگر واقعتہ اس دفتر میں 124 مکاتیب ہیں اور بعض نسخوں میں کم ہیں۔ مطبع نول کشور کے چھٹے ایڈیشن میں صرف 122 ہیں اور ایک میں 123۔اس دفتر کے مکتوب 115 کے حاشیہ میں حضرت مولانا نور احمد مرحوم محشیٔ لکھتے ہیں۔

"بداں کہ در خطبہء ایں جلد مصرح ست کہ جملہ مکاتیب ایں جلد یک صد و چہاردہ اند مطابق عدد سور قرآنی، پس این نہ مکاتیب اخیرہ ایں جلد شاید بعد ازاں بمعرض تسوید آمدہ باشد و ملحق شدہ فافہم واللہ اعلم"[10]

پھر مکتوب 124 کے حاشیہ میں یہ لکھا ہے۔

"بداں کہ ایں مکتوب در بعضے نسخ خطیہ یافتہ شد فالحقنا وجعلناہ خاتمۃ المکاتیب و حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہ نسبت بایں مکتوب فرمودہ اند کہ آں مکتوب داخل جلدہائے مکتوبات قدسی آیات نہ شدہ"[11]

حضرت شیخ مجدد رحمۃ اللہ علیہ کا یہ مکتوب 124 حقیقت کعبہ کے اسرار کے بیان میں ہے۔ حضرت خواجہ محمد معصوم رحمہ اللہ نے بھی اسی مضمون کا ایک خط مرزا امان اللہ برہان پوری کے نام لکھا ہے۔اس میں اپنے والد گرامی کے مذکورہ بالا مکتوب کا حوالہ دیتے ہوئے یہ تحریر کیا ہے۔

"حضرتِ ایشان ما... قدسنا اللہ سبحانہ بسرہ الاقدس.... در مکتوبیکہ داخل سہ جلد مکتوبات نیست، نوشتہ اند"[12]

حضرت مولانا نوراحمد رحمہ اللہ نے حضرت خواجہ کے اس ارشاد سے یہ اخذ کیاہے کہ یہی مکتوب خاتمۃ الکتاب ہے، جو شامل ہونے سے رہ گیا تھا، لیکن سمجھنا یہ چاہیے کہ دفتر سوم کے جو 114 مکتوبات ہیں ان میں یہ شامل نہیں۔

دفتر سوم کے ساتھ ملحق ہونے والے مکاتیب کے بارے میں دفتر سوم کے جامع خواجہ محمد ہاشم رحمہ اللہ کا بیان بہت واضح ہے۔ وھو ہذا

"بعد از تمامے جلد ثالث و مہجوری[13] بندہ از آستان بعضے مکاتیب دیگر کہ شروع دفتر چہارم بود بہ ظہور آمدہ بود وہنوز بہ چہاردہ مکتوب نہ رسیدہ کہ آں ماہ چہاردہ آسمانِ قطبیت رو در نقاب مغرب تراب کشیدہ قدس اللہ تعالیٰ سرہ الانور ونور مضجعہ المعطر بحرمۃ سیدالبشر والصلوٰۃ والسلام علیہ وعلی الہ واصحابہ واحبائہ الی یوم المحشر ناچار آں مکتوب را داخل جلد ثالث نمودہ شد۔"[14]

خواجہ محمد ہاشم کے مندرجہ بالا بیان کی روشنی میں یہ سمجھنا چاہیے کہ تین مکتوب اور بھی ہیں جو مکتوبات کے اکثر خطی نسخوں میں شامل نہیں ہو سکے واللہ اعلم بالصواب....اور یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ جس اہتمام کے ساتھ حضرت شیخ کی زندگی میں مکتوبات کے تین دفتروں کو محفوظ کیا گیا۔ بعد میں معرض تسوید میں آنے والے مکاتیب کو اُس اہتمام کے ساتھ جملہ خطی نسخوں کے آخر میں شامل نہیں کرایا جاسکا و گرنہ کسی نسخہ میں کم اور کسی میں زیادہ کا معاملہ نظر نہیں آتا۔ حضرت خواجہ محمد معصوم رحمہ اللہ اور صاحب 'روضۃ القیومیہ' خواجہ کمال الدین محمد احسان اللہ کے بیانات سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ خاتمۃ المکاتیب وہ مکتوب ہے جو امر تسر والے ایڈیشن میں نمبر 23 بنام نور محمد تہاری ہے مگر مولانا نوراحمد رحمۃ اللہ علیہ نے مکتوب 124 کو جو انہیں بعد میں ملا، خاتمۃ المکاتیب قرار دیا ہے۔ یہ تقدم و تاخر بے اہتمامی کی دلیل ہے۔

ہر سہ دفتر مکتوبات شریف کی کل تعداد 536 ہے۔ پہلے دفتر کے بیس مکتوبات وہ ہیں جو حضرت شیخ مجدد نے اپنے مرشد خواجہ باقی باللہ رحمہ اللہ (متوفی 1012ء) کی خدمت میں ارسال کیے وہ مکتوب حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ کے نام ہیں اور ان کے بیٹے

مولانا نور الحق کے نام ایک طویل مکتوب ہے۔ ایک جہانگیر بادشاہ کے نام لکھا ہوا ہے۔ دو مکتوب کسی معتقد خاتون اور ایک ہر دے رام ہندو کے نام ہے۔ جہانگیر بادشاہ کے دربار کے ممتاز امراء ارا کین کے نام بہت زیادہ خطوط ہیں، جن میں سے خان خاناں، خان اعظم، خانِ جہاں، مرزا داراب خان، قلیج خاں، خواجہ جہان، لالہ بیگ اور سید فرید بخاری گورنر کے نام خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ امراء میں سے سب سے زیادہ خطوط نواب سید فرید بخاری کے نام ہیں۔ بقیہ اپنے فرزندان گرامی قدر، مریدین، معتقدین، معاصر علماء اور مشائخ کو لکھے ہوئے ہیں۔

مکتوبات کی مقبولیت

فارسی زبان میں تصوف کی سب سے پہلی مستند کتاب حضرت شیخ علی ہجویری معروف بہ داتا گنج بخش لاہوری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی قریب بہ 490ھ)[15] کی "کشف المحجوب" ہے اور اس کو جو مقبولیت و شہرت حاصل ہوئی، وہ اظہر من الشمس ہے۔ اس کے 535 سال بعد منصہ شہود پر جلوہ گر ہونے والی کتاب مجموعہ مکاتیب حضرت مجدد الف ثانیؒ کو وہی مقبولیت و شہرت حاصل ہوئی۔ اول الذکر تصنیف پاک وہند کے اولین مبلغ وداعی اسلام پر وارد شدہ رموز واسرار طریقت و حقیقت کا بیش بہا گنجینہ ہے تو ثانی الذکر یہاں کے مجدد اسلام کے بیان فرمودہ حقائق شریعت وطریقت کا بہترین مجموعہ اور دقائق و غوامض حقیقت و معرفت کا نہایت اعلیٰ خزینہ ہے.... پاک وہند ماوراء النہر اور دیار عرب کے علماء وفضلاء اور اصفیاء وعرفاء نے اسے مرشد طریق قرار دیا۔ تقریباً پونے تین سو سال تک طلباء و عوام الناس اس کے خطی نسخوں سے مستفید ہوتے رہے۔ چنانچہ اس کے خطی نسخے بہت جلد عالم اسلام میں پھیل گئے۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ مطابع وجود میں آگئے تو مکتوبات قدسیہ کو متعدد مطابع نے طبع کر کے شائع کیا اور سب سے بہتر طریق پر حضرت مولانا الحاج نور احمد نقشبندی مجددی امرتسری (متوفی 1348ھ) مرید ومجاز شیخ العرفاء حضرت شاہ ابوالخیر مجددی دہلوی قدس سرہ (متوفی 1341ھ) نے نہایت تصحیح اور بلیغ تحشیہ کے ساتھ نو حصوں میں منقسم کر کے 1327ھ تا 1334ھ میں امرتسر سے طبع

وشائع کیا۔ حق یہ ہے کہ مولانا مرحوم نے یہ عظیم کارنامہ سرانجام دے کر حضرت امام ربانی سے اپنی سچی عقیدت اور روحانی تعلق کا حق ادا کر دیا ہے۔[16]

مکاتیب کی افادیت واہمیت کے پیش نظر عربی میں اس کے کئی ترجمے ہوئے۔ کتب خانہ اوقاف، بغداد میں دو عربی ترجموں کے خطی نسخے موجود ہیں۔

1۔ تعریب المکتوبات الصوفیہ۔ لاحمد النقشبندی الفاروقی، مؤلفہ الشیخ یونس النقشبندی

مجلد.....ابتداء

الحمدللہ رب العالمین..........وبعدفیقول اسیرالذنوب سمی صاحب الحوت....طالماکنت اطلب رسائل غوث المحققین....احمدالنقشبندی......ولماظفرت وبعدمدۃ[17]

2۔ مکاتیب الشیخ احمد النقشبندی 4252

انشاءھاالشیخ احمدالنقشبندی الاحراری۔

رسائل بعث بھاالی بعض الصوفیہ۔اولھامکتوب فی بیان احوال تناسب اسم الظاہر والظھورقسم خاص من التوحیدوبیان عروجات وقعت....کتبہ الی مرشدالکبیر.....الشیخ محمدبن الباقی النقشبندی الاحراری۔[18]

تیسرا ترجمہ علامہ محمد مراد مکی کا ہے۔ اس ترجمے کی مقبولیت اور اس کے اثرات پر علامہ مناظر احسن گیلانی صاحب کا تبصرہ ملاحظہ ہو۔

"سلسلہ مجددیہ کی ایک شاخ 'خالدیہ سلسلہ' کے نام سے عراق وشام عرب خصوصاً ترکی جیسے ممالک میں بہت زیادہ مقبول ہوئی ہے۔ نیز آپ کے مکاتیب طیبہ خود براہ راست ان ممالک میں بکثرت پڑھے گئے اور پڑھے جاتے ہیں جہاں کے باشندے فارسی زبان

سمجھتے ہیں۔اور جو اس زبان سے ناواقف ہیں ان تک آپ کے مکتوبات عربی اور اردو زبانوں میں پہنچائے گئے۔ غالباً روس کے رہنے والے ملا مراد جو مہاجر ہو کر بالآخر مکہ معظمہ میں رہے ،انہوں نے مکاتیب کا ترجمہ عربی میں کیا اور مصری ٹائپ میں چھپ کر سارے عرب ممالک میں پھیل گیا۔ یہ خداداد بات تھی کہ اس کے بعد حدیث و تفسیر میں جتنی کتابیں لکھی گئیں ان میں ایسی معتدبہ کتابیں مل سکتی ہیں جن میں 'مکتوبات' کے مضامین نقل کیے گئے ہیں خصوصاً عصر حاضر کی مشہور تفسیر 'روح المعانی' جو سلطان عبدالحمید خان مرحوم خلیفہ ترکی کے عہد میں لکھی گئی،اس میں علامہ شہاب محمود آلوسی رحمۃاللہ علیہ نے گویا اس کا التزام کر رکھا ہے کہ جہاں بھی ذکر کا موقع میسر آئے وہاں 'قال المجدد الفاروقی رحمۃاللہ علیہ' کے نام سے وہ آپ کے خاص خاص نظریات اور جدید تعبیرات کو پیش کرتے ہیں اور بڑے افتخار وناز سے پیش کرتے ہیں۔اہم مسائل کے تصفیہ میں سند کے طور پر پیش کرتے ہیں۔"[19]

پھر اردو تراجم کا دور شروع ہوا۔اردو ترجمہ پیش کرنے کی ایک کوشش مولوی محمد حسین ابن مولوی قادر بخش ساکن احمد آباد ضلع جہلم نے کی،اس ترجمے کا پہلا حصہ 'الطاف رحمانی ترجمہ اردو مکتوبات امام ربانی' کے نام سے مولوی امام الدین تاجر کتب راولپنڈی نے 1214ھ میں طبع کیا،جو صرف پہلے بیس مکتوبات کا ترجمہ ہے۔ اس کے اگلے حصے کبھی دیکھنے میں نہیں آئے۔اس کے بعد مولوی عبدالرحیم نائب مدیر 'اخبار وکیل' امرتسر نے مکتوبات کے ترجمے کا کام شروع کیا تھا،پہلا حصہ خواجہ باقی باللہ رحمہ اللہ کے نام لکھے گئے مکتوبات کو چھوڑ کر آگے کے 17 مکتوبات کا ترجمہ اور تشریحی حواشی پر مشتمل تھا جو روز بازار اسٹیم پریس امرتسر میں 1330ھ میں طبع ہوا مگر یہ سلسلہ جاری نہ رہ سکا۔کچھ وقت بعد گنجینہ انوار رحمانی اردو ترجمہ مکتوبات امام ربانی کے نام سے ابتدائی چالیس مکتوبات کا ترجمہ اسلامی دکان کشمیری بازار لاہور نے 1330ھ میں چھاپا تھا مگر یہ کام بھی یہیں رک گیا۔ مکمل مکتوبات شریف کا اردو ترجمہ پیش کرنے کی سعادت مولانا عالم دین نقشبندی مجددی کے حصے میں آئی۔ان کے مترجمہ مکتوبات اللہ والے کی قومی دکان لاہور سے دو بار شائع ہو کر نایاب ہو چکے ہیں۔ کئی حضرات نے مکتوبات قدسیہ کے فارسی اردو انتخاب اور خلاصے شائع کیے۔اس انداز کا سب سے اچھا کام شاہ ہدایت

علی نقشبندی مجددی مرحوم (متوفی 1370ھ) کا ہے۔ انہوں نے 'دُرلاثانی' کے نام سے مکمل مکتوبات کی اردو تلخیص کی جسے 'اعلیٰ کتب خانہ' کراچی نے 'انتخاب مکتوبات' کے نام سے 1961ء میں دوبارہ شائع کیا۔ غرض کہ علماء اور صوفیہ نے مکتوبات پر بہت زیادہ کام کیا ہے۔ مکتوبات کی ایک غیر مطبوعہ فارسی شرح 'ضیاء المقدمات فی توضیح المکتوبات' در دو جلد از مولوی ضیاء الدین اچکزئی شارح کے فرزند مولوی محمد ساکن قصبہ نوزاد ضلع قندھار کے پاس محفوظ ہے۔ مولانا شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 1387ھ)[20] تاجر کتب نادرہ لاہور کے ذاتی کتب خانے میں، دوایسی کتابیں ہیں جن میں مکتوبات قدسی آیات کی روایات کی تخریج کی گئی ہے۔ ان دونوں میں سے ایک کا نام 'التشئید المبانی فی تخریج احادیث مکتوبات امام ربانی' حافظے میں محفوظ رہ گیا ہے۔

بایں ہمہ ابھی مزید کام کی ضرورت ہے۔ حضرت شیخ مجدد کے کشوف اور متشابہ کلام پر اعتراضات کے سلسلے میں خاص طور پر تحقیقی کام کی ضرورت ہے۔ اس موضوع پر نقشبندی بزرگوں نے اگرچہ بہت کچھ لکھا ہے مگر تحقیق سے زیادہ عقیدت سے کام لیا گیا ہے۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ نے بڑی فراخ دلی سے اپنی بعض ابتدائی تحقیقات سے رجوع فرمایا ہے۔ مثلاً دفتر اول حصہ سوم کے مکتوب 209 میں مبداء و معاد کی ایک عبارت سے رجوع کا اعلان کیا گیا ہے۔[21] اسی طرح اور مکاتیب میں بھی بعض کشفی تحقیقات سے رجوع فرمایا ہے۔ ان رجوع نمودہ عبارات کی نشان دہی کی ضرورت ہے اور بعض کشفی مشاہدات آخر عمر میں ابتدائی مشاہدات سے قدرے مختلف یا واضح ہو گئے ہیں، اس پر بھی کام ہونا باقی ہے اور یہ تبدیلی خیالات ان کے مدارج عالیہ میں ہر دم عروج و ترقی کی بنا پر ہے۔

حواشی و حوالہ جات

[1] النمل: 31-27/28

[2] ندوی، مولانا ابوالحسن علی، سید، (1384ھ)، تاریخ دعوت و عزیمت، کراچی، مجلس نشریات اسلام، ناظم آباد نمبر 1، جلد چہارم، ص 138۔

[3] مجدد الف ثانی، (س ن)، مکتوبات امام ربانی، (مترجم مولوی عالم الدین)، لاہور: تعلیمی پرنٹنگ پریس، جلد اوّل، مکتوب نمبر 2۔

[4] ندوی، مولانا ابوالحسن علی، سید، (1384ھ)، تاریخ دعوت و عزیمت، کراچی، مجلس نشریات اسلام، ناظم آباد نمبر 1، جلد چہارم، ص 138۔

[5] مولانا کمال الدین بن موسی کشمیر سے 971ھ میں ہجرت کر کے سیالکوٹ سے تشریف لائے تقریباً پچاس سال تدریس میں مشغول رہے اور 1071ھ میں لاہور میں فوت ہوئے۔ وہیں آپ کا مدفن ہے۔(بحوالہ نزہۃ الخواطر، جلد5، ص316)

[6] مولانا یعقوب کشمیری 908ھ میں پیدا ہوئے۔ ساری زندگی تعلیم میں گزار دی۔ 21 ذی الحجہ 1002ھ میں وفات پائی۔(بحوالہ نزہۃ الخواطر، جلد5، ص430۔)

[7] مجدد الف ثانی،(س ن)، مکتوبات امام ربانی،(مترجم مولوی عالم الدین)، لاہور: تعلیمی پرنٹنگ پریس، جلد اوّل، مکتوب نمبر2۔

[8] شاہ، زوار حسین، سید،(2012ء) حضرت مجدد الف ثانی، کراچی، زوار اکیڈمی، ص153۔

[9] ان کے نام کے ساتھ جدید اس لیے لکھتے ہیں کہ ان کے ایک ہم نام بزرگ ان سے قبل حضرت شیخ کے مرید ہو چکے تھے۔ فرق و امتیاز کی خاطر مرید سابق کو "قدیم" اور "جدید" لکھتے ہیں، طالقان، ایران کے ایک شہر کا نام ہے۔

[10] مجدد الف ثانی،(س ن)، مکتوبات امام ربانی،(جامع خواجہ محمد ہاشم) دفتر سوم، "معرفۃ الحقائق"، طبع امر تسر، حصہ نہم، مکتوب115، ص104۔

[11] مجدد الف ثانی،(س ن)، مکتوبات امام ربانی،(جامع خواجہ محمد ہاشم) دفتر سوم، "معرفۃ الحقائق"، طبع امر تسر، حصہ نہم، مکتوب124۔

[12] خواجہ، محمد معصوم،(1887ء)، مکتوبات خواجہ محمد معصوم، مطبع نظامی، کانپور، مکتوب24، ص41۔

[13] دفتر سوم کی تکمیل کے بعد یہ سرہند شریف چلے گئے تھے۔

[14] کشمی، محمد ہاشم،(1889ء)، زبدۃ المقامات، مطبوعہ نولکشور، لکھنؤ، ص241۔

[15] حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کا سال وصال عام طور پر 465ھ مشہور ہے لیکن کشف المحجوب کی عبارتیں اس کے خلاف شہادتیں پیش کرتی ہیں۔ اس مسئلے میں عبد الحیٔ حبیبی نے بڑی عمدہ تحقیق کی ہے۔ ملاحظہ ہو مقدمہ طبقات صوفیہ امالی، خواجہ عبد اللہ انصاری، مطبوعہ افغانستان۔

[16] مولانا نور محمد کے مصححہ و محشّٰی یہ مکتوبات 1964ء میں دوبارہ نور کمپنی، انار کلی، لاہور نے چھاپ دیئے ہیں۔

[17] اسعد، محمد،(1372ھ/1953ء)، الشکاف عن مخطوطات خزائن الاوقاف، مطبوعہ، مطبعہ العالی بغداد، منشورات مدیریہ الاوقاف العامہ بغداد۔ ص136،

[18] ایضاً، ص148-149۔

[19] مضمون "ہزارہ دوم یا الف ثانی کا تجدیدی کارنامہ" مشمولہ تذکرہ مجدد الف ثانیؒ، مرتبہ: محمد منظور نعمانی، مطبوعہ کتب خانہ الفرقان، لکھنؤ 1959ء، ص28۔

[20] مولانا شمس الدین نور اللہ مرقدہ کو حضرت شیخ مجدد قدس سرہ کی تعلیمات سے عشق تھا۔ انہوں نے تصوف اور بالخصوص سلسلہ مجددیہ کی نادر و نایاب کتابوں کو بڑے شوق سے جمع کیا تھا۔

[21] رجوع کی قوت صرف عظیم انسانوں میں ہوتی ہے۔ چھوٹے آدمی رجوع کو کسرِ شان سمجھتے ہیں۔ حضرت شیخ مجدد کا رجوع کرنا جہانگیر سے ٹکر لینے سے زیادہ ہمت کا کام ہے۔